ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

محمد الدین فوق کی "تواریخ کشمیر" کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ

روبیہ مریم

پی۔ایچ۔ڈی اسکالر، شعبہ اردو لاہور لیڈز یونی ورسٹی، لاہور

ڈاکٹر عائشہ مقصود صاحبہ

اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اُردو، لاہور لیڈز یونی ورسٹی، لاہور

ABSTRACT

This article presents a comprehensive, systematic, and scholarly critical analysis of Tarikh-e-Kashmir by Muhammad-ud-Din Foq. The study examines in depth the author's style of writing, the nature and authenticity of the historical material presented, the scope and reliability of the sources employed, as well as the ideological orientations embedded within the text. Furthermore, the research critically evaluates the work's significance in historiography and determines its role in shaping the historical understanding of Kashmir.

Muhammad Din Fauq not only loved Kashmir but also had a deep interest in its history.He is regarded as a historian of Kashmir.His writings always reflect elements of history in one way or another.In his magazine Kashmiri Magzine,he also wrote about the history of Kashmir.

Keywords: Muhammad-ud-Din Foq,s histry,Tarikh-e-Kashmir,Historical Material,Historical Understanding of Kashmir,History of Kashmir,Fouq,s love for Kashmir,Kashmiri Magazine.

محمد الدین فوق مؤرخ، سوانح نگار اور تذکرہ نگار ہیں۔ آپ ممتاز صحافی، شاعر، سوانح نگار اور ناول نگار بھی تھے۔ آپ کا سہ ماہی رسالہ "کشمیری میگزین" کے نام سے شائع ہوتا تھا۔ آپ کو کشمیر کی خوبصورتی لُبھاتی تھی۔ اس لیے اس سے انسیت رکھتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ آپ نے کشمیر کی تاریخ بھی لکھی ہے۔ کشمیر کو جنتِ ارضی کہا جاتا ہے۔ یہ فطرت کی ایک دلکش اور خوبصورت تخلیق ہے۔ بلند وبالا برف پوش پہاڑ، لہلہاتی ہوئی سبز وادیاں، شفاف پانی کی جھیلیں اور رواں دواں چشمے اس کی خوبصورتی میں نکھار پیدا کرتے ہیں۔ بہار کے موسم میں رنگ برنگے پھول وادی کو خوشبوؤں اور رنگوں سے بھر دیتے ہیں، جبکہ خزاں میں زرد پتّے دل فریب منظر پیش کرتے ہے۔ اس سے ایک دلنشین کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ کشمیر کا فطری حسن نہ صرف نگاہوں کو مسحور کرتا ہے بلکہ دل ودماغ کو بھی گہری راحت اور سکون فراہم کرتا ہے۔ حسنِ کشمیر کے بارے میں نثار۔ اے مالک اپنے مضمون "Kashmir in Historical Perspective" میں لکھتے ہیں کہ:

"The historians who have written on Kashmir depicted it as the most beautiful place on the earth.Truly the beauty of Kashmir is legendary, Kashmir look like a white foot print set in a mass of black mountains.Victoria Schofield while glorifying the beauty of Kashmir states that,Yet in the midst of this scene of unutterable desolation, There it spread out a wide expense of verdant plain a smiling valley,a variable jewel in nature's own setting of frightful precipices."
(1)

کشمیر کی یہی خوبصورتی تھی جو محمد الدین فوق کے دل کو کو لُبھاتی تھی۔ آپ ایک ہمہ جہت شخصیت تھے۔ آپ نے سب سے زیادہ ایک مؤرخ کے طور پر پزیرائی حاصل کی۔ اس کا اعتراف تاریخ کے نقادوں اور مصنفین نے کیا ہے۔ ڈاکٹر اجمل نیازی اپنے پی۔ایچ۔ڈی کے مقالے "محمد الدین فوق اور ان کی علمی وادبی خدمات" میں رقم طراز ہیں کہ:

"بحیثیت مؤرخ، سوانح نگار اور تذکرہ نگار جب بھی منشی محمد الدین فوق کا ذکر آئے تو ان کے مؤرخ ہونے اور بالخصوص مؤرخ کشمیر ہونے کی حیثیت نمایاں طور پر ذہن میں ابھرتی ہے۔ کشمیر ان کا وطن مالوف تھا۔ لاہور میں وہ رہتے تھے۔ مؤرخ کشمیر ہونے کے علاوہ مؤرخ لاہور کے طور پر بھی وہ معروف ہیں۔"(2)

محمد الدین فوق نے جو تصانیف لکھی ہیں اور ان کی جو سوانح عمریاں منظرِ عام پر آئی ہیں، ان کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کتنے بڑے مؤرخ تھے۔ انہوں نے محنتِ شاقہ سے کام لیتے ہوئے کشمیر سے محبت کا عملی ثبوت پیش کیا۔ ان کا رجحان ہمیشہ کشمیر کی تاریخ کی جانب رہا ہے۔ بقول ڈاکٹر اجمل نیازی:

"فوق صاحب کی تمام تر شہرت مؤرخ کشمیر کے طور پر ہے۔۔۔۔۔۔ فوق صاحب جب لکھتے ہیں تو ان کی اکثر تحریروں میں مؤرخ ان کے ساتھ ہوتا ہے(3)"

محمد الدین فوق کی انفرادیت یہ ہے کہ انہوں نے جو سوانح عمریاں لکھی ہیں، ان کو تواریخ کشمیر میں تبدیل کر دیا ہے یعنی کہ فوق تاریخ لکھنے کے لیے سوانح عمری کا سہارا لیتے ہیں۔ ان کی سوانح عمریاں "ملک العلماء عبدالحکیم سیالکوٹی"، اور "تاریخ بڈشاہی" بہت اعلیٰ اور عمدہ لکھی گئی سوانح عمریاں ہیں۔ فوق کے سوانحی ادب سے متعلق سارہ بتول اپنے مضمون "ریاست جموں وکشمیر کے خود نوشتوں میں مقامی تہذیب وثقافت کی عکّاسی" میں لکھتی ہیں کہ:

"ریاست جموں وکشمیر میں سوانحی ادب کے ابتدائی آثار منشی محمد الدین فوق کی خود نوشت سوانح حیات "سرگزشت فوق" میں ملتے ہیں۔(4)"

فوق کی لکھی گئی کتب نے اپنے دور میں بہت شہرت حاصل کی تھی اور سوانحی ادب کی بنیاد بھی ڈالی تھی۔ یہیں سے اس عہد کی تاریخ نے بھی جنم لیا۔ مصنف کی کتاب "تاریخ بڈشاہی" مختلف ادوار میں مختلف ناموں سے شائع ہوتی رہی ہے۔ ابتدا میں یہ کتاب "سلطان زین العابدین" اور بعد ازاں "شبابِ کشمیر" کے عنوان سے منظرِ عام پر آئی۔ "شبابِ کشمیر" کو علامہ محمد اقبال نے تواریخِ کشمیر میں ایک اہم اضافہ قرار دیا، بعد میں فوق صاحب نے اس تصنیف پر مزید تحقیق کی، اسے مزید جامع اور بہتر بنایا اور آخر کار اس کا نام تبدیل کر کے "تاریخ بڈشاہی" رکھ دیا۔ انہوں نے اپنی کتاب "جغرافیہ ریاست پونچھ" میں تاریخی یادگاروں کو اس کتاب میں بھرپور بیان کر دیا ہے۔ وہ جب کسی مقام کا تذکرہ کرتے ہیں تو اس کے ریگزاروں میں کھو جاتے ہیں۔ ایسا لگتا ہے جیسے وہ ماضی میں واپس چلے گئے ہیں اور لمحۂ موجود کے ساتھ زندہ ہیں۔ فوق نے نہ صرف تواریخ کشمیر اور لاہور لکھی ہے بلکہ "تاریخ انگورہ" بھی لکھی ہے۔ اس کے علاوہ "تاریخ حریت اسلام"، "تاریخ کوروش پہلو" اور "بتانِ حرم" بھی ان کے تاریخی شاہکار ہیں۔ انہوں نے ادب کو سچ کے ساتھ لکھا ہے۔ فوق صاحب کا یہ امتیاز ہے کہ وہ جس خطے کی تاریخ بیان کرتے ہیں، وہاں کے علمی اور ادبی پہلوؤں کو بھی بھرپور انداز میں اجاگر کرتے ہیں۔ ان کی تصنیف "مکمل تاریخ کشمیر" تین جلدوں پر مشتمل ہے، جس میں خاص اہمیت "تذکرۂ کشمیر" کو حاصل ہے۔ اس کتاب کی پہلی جلد میں قدیم ہندو راجاؤں کا تفصیلی ذکر ملتا ہے جو 1910ء میں شائع ہوئی، بعد ازاں اس کا دوسرا ایڈیشن 1931ء میں شائع کیا گیا، جس میں نمایاں اضافے اور ضروری ترامیم شامل کی گئیں۔ دوسری جلد میں کشمیر کے عہدِ اسلامی حکومت کو موضوع بنایا گیا ہے، جبکہ تیسری جلد سکھ دورِ حکومت پر مشتمل ہے، جس میں سکھوں کے ستائیس سالہ اقتدار کی مکمل تصویر پیش کی گئی ہے اگرچہ اس تصنیف کی چوتھی جلد بھی متوقع تھی مگر فوق صاحب اسے مکمل نہ کر سکے۔ ان کا ارادہ تھا کہ اس میں ڈوگرہ حکمرانوں کے حالات وواقعات کو قلم بند کریں۔ محمد الدین فوق کی "مکمل تاریخ کشمیر" سے متعلق ڈاکٹر اجمل نیازی لکھتے ہیں کہ:

"منشی محمد الدین فوق نے رتناگر اور ملا احمد کی تاریخ اور نیز نایاب نسخوں سے "مکمل تاریخ کشمیر" کو مرتّب کیا"(5)

محمد الدین فوق کو اس بات کا اندازہ تھا کہ جو قومیں تاریخ نہیں رکھتیں، وہ بہت جلد مٹ جاتی ہیں۔ فوق کو اس بات کا دکھ تھا کہ کشمیر پر بہت کچھ لکھا تو گیا ہے مگر طبع بہت کم ہوا ہے۔ انہیں بہت تمنا تھی کہ کشمیر پر لکھا جائے اور اس کو شائع بھی کیا جائے۔ انہوں نے اپنی تواریخ کے ذریعے کشمیر شناسی کو آسان ترین بنا دیا ہے۔ ان کے نزدیک ادیب اور مؤرخ میں کوئی فرق نہ تھا۔ ان میں ایک مؤرخ کا دل و دماغ تھا۔ فوق کی "تاریخ اقوام پونچھ" کی جلد اوّل 1936ء میں ہوئی۔ اس کی جلد دوّم 1943ء میں شائع ہوئی۔ اس کے علاوہ فوق کی "تواریخ اقوام کشمیر" گلشن پبلشرز سرینگر سے شائع ہوئی۔ مکمل تاریخ کشمیر کے 901 صفحات ہیں اور یہ لاہور سے شائع ہوئی تھی۔ اس کتاب پر

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

مصنف نے سالوں محنت کی تب کہیں گوہرِ نایاب حاصل ہوا۔ اس کتاب میں مصنف نے کشمیری قوم جو کہ بٹ اور ڈار کے نام سے معروف ہے۔ اس کے بارے میں کافی کھوج لگائی ہے۔ کشمیری پنڈتوں کی اصلیت کھل کر بیان کی ہے۔ کشمیری باشندوں کی حالت اور ان کے طرزِ زندگی خاص طور پر مذہب کا جائزہ لیا ہے۔ انہوں نے کشمیری قوموں اور خاص طور پر کشمیر میں بسنے والے خاندانوں کی تاریخ کو بیان کیا ہے۔ مصنف نے اس تاریخی تصنیف میں کشمیر، جموں، نیپال، یو۔پی، دہلی، ممالکِ متوسط، بنگال، بہار، سرحد اور پنجاب سے تعلق رکھنے والی تقریباً پانچ سو مختلف النسل اور مختلف مذاہب کی حامل اقوام کا تفصیلی جائزہ پیش کیا ہے۔ ان میں کشمیری، سکھ، ڈوگرہ، راجپوت، بوہرے اور مسلمان شامل ہیں۔ مصنف نے ان اقوام کے تاریخی پسِ منظر کے ساتھ ساتھ ان کی تمدنی زندگی، رسم و رواج اور آبائی پیشوں کو بھی نہایت جامع انداز میں بیان کیا ہے۔ کشمیر میں 1339ء میں اسلام پھیلنا شروع ہوا۔ یہ سلطان زین العابدین کا زمانہ تھا۔ کچھ ہندوؤں نے اسلام قبول کر لیا اور کچھ وطن چھوڑ کر چلے گئے۔ زین العابدین بڈشاہ ایک بے تعصب بادشاہ تھا۔ اس لیے اس کے زمانے میں کئی مہاجر واپس وطن کو لوٹ آئے۔ کشمیری پنڈتوں کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ لوگ یونانی اور ایرانی تھے۔ ایک مؤرخ یوکاک کا قول محمد الدین فوق نے اپنی کتاب "تاریخ اقوامِ کشمیر" نقل کیا ہے کہ:

"بقول مؤرخ یوکاک یہ ممکن ہو سکتا ہے کہ جب سکندر نے ہندوستان کو فتح کیا ہو تو بعض کشمیری اس کے ساتھ یونان چلے گئے ہوں۔"

(6)

اس زمانے میں کشمیری پنڈتوں کے دو بڑے گروہ تھے۔ یہ زمانہ زین العابدین بڈشاہ کا ہی تھا، جب پنڈتوں کو اپنے آبائی وطن میں واپسی کی اجازت ملی تھی۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ بڈشاہ کے دور میں عوام کافی حد تک رسم و رواج اور مذہبی لحاظ سے آزاد تھے۔ ڈوگروں تک پہنچتے پہنچتے سماجی طور پر کافی چیزیں تبدیل ہو چکی تھیں، مثلاً ڈوگروں سے پہلے پنڈت سفید پگڑی پہنا کرتے تھے مگر فوق لکھتے ہیں کہ علی دین ملوکھم کے مطابق ڈوگروں کے دورِ حکومت میں تعلیم عام ہو چکی تھی۔ سفید پگڑیوں کی جگہ رنگدار پگڑیوں کا رواج زور پکڑ رہا تھا۔ مصنف نے اس کتاب میں کشمیر کی عام اور معروف ذاتوں کو بھی بہت وضاحت اور سہولت کے ساتھ بیان کر دیا ہے۔ انہوں نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ بہت سی ذاتیں ایسے بھی وجود میں آئیں کہ اگر کسی بیوہ کشمیری پنڈتانی نے کسی پوربیئے رئیس سے شادی رچالی تو اس کی اولاد بھیا یا پوربی کہلانے لگی۔ مصنف نے ایک ایسے کشمیری خاندان کا تذکرہ کیا ہے جس کا نام "غمخوار فیملی" ہے۔ یہ فیملی اکبر کے ساتھ کشمیر سے آگرہ آئی تھی۔ جہانگیر نے بھی اس فیملی کی قدر دانی کی۔ شاہجہان نے اس فیملی کو اتنی عزت دی کہ اس کو کمال عروج حاصل ہو گیا۔ محمد شاہ بادشاہ دہلی کا بادشاہ تھا۔ اس کے دور میں اس خاندان کا ایک فرد پنڈت نرائن بادشاہ سے تنگ ہو کر بنارس چلا گیا۔ وہ قابل آدمی تھا۔ اس بات کا نواب سعادت علی خان برہان الملک کو اندازہ تھا۔ وہ اسے اپنے ساتھ اودھ (فیض آباد) لے آئے۔ راجہ بھولا ناتھ عارف انہی کے فرزند تھے۔ بھولا ناتھ وہ شخص تھا جس نے نواب آصف الدولہ کے زمانے میں انگریزوں کے ہاں ملازمت کی۔ راجہ پنڈت بدری ناتھ بھی اسی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ جب وہ دہلی آئے تب شاہ عالم کی دہلی پر حکومت تھی۔ راجہ پنڈت بدری کو ریاست ریواڑی میں نائب الریاست کا عہدہ دیا گیا تھا۔ دہلی کے مشہور

صوفی شاعر پنڈت جواہر ناتھ کول غمخوار جن کا تخلص ساقی تھا، وہ پنڈت بدری کے پوتے تھے۔ ایک اور خاندان کول گوت بھی اہم ہے۔ مصنف نے اس ذات کے بارے میں لکھا ہے کہ کول گوت کے ایک بزرگ احمد شاہ ابدالی کے سردار نورالدین خان کے ملازم رہے ہیں۔ اس قوم کے جس بزرگ نے شاہی مغل خاندان کی افسری قبول کی تھی وہ نقاری اور بعد میں نگاری کہلائے۔ اسی شاخ کے ایک نامور پنڈت پرکاش ککر و رئیس کشمیر کے داماد تھے۔ ان کے خسر کی اولاد نہیں تھی۔ وہ ان کی جائیداد کے اکلوتے وارث تھے۔ اس وقت لاہور میں رنجیت سنگھ کی حکومت تھی، وہ لاہور اس کے دربار میں آ گئے۔ اس کے بعد رنجیت سنگھ نے کشمیر پر حملہ کرنے کے لیے سپاہیوں کو روانہ کیا۔ اس فوج میں پنڈت لال کول بھی شامل تھے۔ کشمیر میں ان کی جاگیریں تھیں۔ سکھوں کے عہد تک یہ جاگیر ان کے پاس رہی مگر ان کی وفات کے بعد ان کی جاگیر مہاراجہ گلاب سنگھ نے ضبط کر لی۔ راجہ پنڈت سورج جنہوں نے پنجاب اور بلوچستان میں مختلف عہدے حاصل کیے۔ 1888ء میں کشمیر کے مشیر مال بھی بنے، پنڈت لال کول کے فرزند تھے۔ راجہ پنڈت سورج کے تین بیٹے تھے۔ تینوں ہی اعلیٰ عہدوں پر قائم رہ چکے تھے۔ سب سے چھوٹا بیٹا راجہ دیا کشن مہاراجہ پرتاب سنگھ آنجہانی کے عہد میں ان کے پرائیویٹ سیکرٹری رہ چکے ہیں۔ دوسرا بیٹا ہری کشن کشمیر میں چیف منسٹر رہا۔ اس خاندان کے بارے میں محمد الدین فوق "تاریخِ اقوامِ کشمیر" میں لکھتے ہیں کہ:

"اس خاندان کے پاس ضلع گجرانوالہ میں 1 /2-11 ہزار ایکڑ زمین ہے۔ علاوہ ازیں ضلع شاہپور۔ لائل پور اور کشمیر، جموں اور بہاولپور میں۔۔۔۔۔بے شمار اراضی ان کی ملکیت ہے۔ لاہور، امرتسر وغیرہ میں لاکھوں روپیہ کی ملکیت کے مکانات ہیں۔"

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL

Vol.9. No.1.2026

(7)

اسی طرح محمد الدین فوق نے مختلف بادشاہوں کے عہدِ حکومت کے بارے میں لکھا ہے کہ کس بادشاہ کے دور میں کیا آسانیاں تھیں اور کس بادشاہ کے دور میں لوگوں کو زیادہ مسائل کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ مصنف لکھتے ہیں کہ محمد شاہ 1131ء تا1162ء تک دہلی کا بادشاہ رہا۔ اس دور میں راجہ دیناناتھ کے خاندان پر کافی مصائب آئے۔ دیناناتھ کے بارے میں محمد الدین فوق "کشمیری میگزین" میں لکھتے ہیں کہ:

"راجہ دیناناتھ دل کے بہادر اور جری تھے۔ انگریزوں کے ساتھ دلیری اور صفائی سے گفتگو کرتے تھے۔ جس سے انگریز ان سے بہت خوش ہوتے تھے اور ان کی تعریف کیا کرتے تھے۔"

(8)

مصائب کی وجہ سے دیناناتھ کا خاندان دہلی کی طرف ہجرت کر گیا۔ اس وقت لاہور میں مہاراجہ رنجیت سنگھ کی حکومت تھی۔ رنجیت سنگھ کے بعد مہاراجہ کھڑک سنگھ حکمران بنے۔ اس کے بعد مہاراجہ شیر سنگھ کو حکمرانی ملی۔ سب سے آخر میں مہاراجہ دلیپ سنگھ نے پنجاب کی حکومت سنبھالی۔ اس دوران پنجاب میں بے شمار انقلاب آئے، بالآخر 9مارچ1846ء میں عہد نامی جاری کیا گیا کہ پنجاب انگریزوں کے حوالے کر دیا جائے گا، چناں چہ اس فیصلے کی تکمیل کر دی گئی۔ مصنف نے منٹو قوم کے بارے میں لکھا ہے کہ پنجاب اور یو۔ پی میں اس خاندان کے لوگ اعلیٰ عہدوں پر رہے ہیں۔ 1253ء میں اودھ پر محمد علی شاہ حکمران تھے۔ اس خاندان کے کئی لوگوں نے یو۔ پی اور پنجاب میں راج کیا ہے۔ باب دوم میں کشمیر کی غیر برہمن اقوام زیرِ بحث ہیں۔ اس باب میں احمد شاہ ابدالی کے 1762ء میں لاہور آنے کا واقعہ لکھا ہے۔ اس کے بعد 1846ء میں عہد نامہ امرتسر کے مطابق کشمیر مہاراجہ گلاب سنگھ کے ہاتھ آنے کا واقعہ رقم ہے۔ فصل دوم سکھ والے باب میں مصنف نے کشمیر کے بارے میں لکھا ہے کہ سکھوں کا نام تاریخِ کشمیر میں 1819ء تک دیکھا جاتا رہا ہے۔ فصل سوم میں بوہروں کے بارے میں لکھا گیا ہے۔ باب سوم میں مسلم قوم کی کشمیر میں آمد اور کشمیر میں اسلام کے پھیلنے کے بارے میں لکھا ہے۔ فصل اوّل میں مسلمانوں کی ذاتیں بتائی گئی ہیں۔ کشمیر میں مختلف ذاتوں کے علاوہ مختلف مذاہب کے لوگ بھی اس میں شامل کیے گئے ہیں۔ تاریخِ کشمیر جلد دوم کی فہرست تصاویر میں آغا سید احمد صاحب قبلہ بڈگام کشمیر، آغا سید محمد صاحب مرحوم، آغا سید یوسف برادر اصغر آغا سید احمد صاحب، نیاز کاشمیری، خواجہ غلام حیدر ککروبی اے۔ ایل۔ بی، میرزا غلام محی الدین مرحوم رئیس اعظم کشمیر، میرزا سعد الدین احمد سعد مرحوم، خانصاحب میرزا غلام مصطفیٰ مرحوم، میرزا غلام جیلانی بی۔ اے۔ ڈپٹی رجسٹرار کوآپریٹو سوسائٹیز کشمیر، میرزا کمال الدین شیدا بی سے (پریزیڈنٹ میونسپلٹی جموں)، میرزا نورالدین ڈپٹی انسپکٹر کسٹم، میرزا قمر الدین خلف میرزا غلام حسین مرحوم، خواجہ حاجی عبد الجبار پنڈت رئیس سوپور کشمیر، خواجہ غلام محمد پنڈت، خواجہ غلام محی الدین پنڈت، خواجہ غلام نبی پنڈت، خواجہ عبد الصمد پنڈت گورنمنٹ کنٹرکٹر و رئیس سوپور، خواجہ عبد الصمد پنڈت معہ منتظمین فرم، خواجہ عبد الصمد پنڈت معہ فرزنداں، خواجہ عبد الاحد لون رینہ رئیس و ذیلدار ماگام، حکیم ثناء اللہ کلو مہتمم شفاخانہ ثنائی سوپور معہ فرزند، ڈاکٹر غلام محمد سوپوری میڈیکل افسر راولاکوٹ پونچھ، شیخ محمد اسد اللہ عاصی کاشمیری، منشی محمد الدین انسپکٹر محکمہ پنچایت و دیہات سدھار، خواجہ عبد الصمد ایم اے ایل۔ ایل۔ بی ہائیکورٹ، منشی محمد اسمعیل تحصیلدار معہ فرزنداں، خواجہ رحمان ڈار رئیس ناسنور شوپیاں، خواجہ عبد الغفار ڈار مولوی فاضل ایڈیٹر اصلاح، خواجہ غلام احمد ڈار برادر اکبر خواجہ عبد الغفار ڈار، خواجہ عبد السلام دار، فرزند خواجہ حبیب ڈار، مولوی عبد الواحد مدیر اعلیٰ اصلاح، مسٹر محمد امین قریشی مینجر، مولوی عبد الغفار مدیر، محی الدین مددگار کارکن، ایم عبد الرحمان جامی کاتب، راجہ محمد فیروز الدین خان مرحوم جاگیردار نامبلہ، راجہ محمد افضل خاں علاقہ دار نامبلہ اوڑی، الحاج ڈاکٹر غلام محی الدین صوفی ایم اے۔ ڈی لٹ، پنڈت گوپی ناتھ وشن بی اے اسٹنٹ انسپکٹر آف سکولز، پنڈت چونی لال ترسل ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی وکیل سرینگر، پنڈت گوپی ناتھ ترسل، محمد فیروز خان حوالدار میجر سلہریا راجپوت پونچھ، مسٹر منظور حسین، منشی علی اکبر خاں لیس نانک، منشی باغ حسین پونچھ، مسٹر محمد یوسف خان، پیر سید محمد امین شاہ بخاری چیوڈارہ کشمیر، پنڈت شام لال ککرو ریونیو افسر ریاست کشمیر، ماسٹر غلام حسن مخدومی، بانئے اسلامیہ مڈل سکول قلم چکلہ لنگیٹ کشمیر، ماسٹر محمد یعقوب خان ترک تحصیل اوڑی کشمیر، خان بہادر شیخ غلام صادق، محمد اکبر خان ملک افغان عرف مسکین شاہ سیلانی، شیر علی خان افغان ملک دریک راولاکوٹ پونچھ، عکس خط علامہ مرحوم بنام شاعر کشمیر مہجور صاحب، امام الدین خان محمد حسین خان خلف امام الدین خان، میاں محمد سلطان مرحوم بانئے سرائے سلطان سلطان محل۔ لنڈا بازار وغیرہ،

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

خانصاحب ملک کرم الدین ریٹائرڈ سپر ٹنڈنٹ ٹیلیگراف،ملک نذر محمد اسسٹنٹ سپر ٹینڈنٹ جنرل چونگی،الحاج پیر سید میر محمد سیف الدین شاہ اندرابی سجادہ نشین گاندریل،علامہ ڈاکٹر سر محمد اقبال مرحوم(عالم شباب میں)،عکس خط علامہ مرحوم بنام شاعر کشمیر مہجور صاحب،علامہ ڈاکٹر سر محمد اقبال(اپنے آخری ایّام میں)،شیخ اعجاز احمد بی اے پی سی ایس ڈپٹی کنٹرولر(دہلی)،خان بہادر منشی احمد الدین مرحوم گوجرانوالہ،ایم فیروزالدین خلف خان بہادر مرحوم،غلام محی الدین خان سابق ایم-ایل-اے حال ذیلدار و سرپنچ)،غلام محمد خاں فرزندِ اوّل(70) غلام رسول خان فرزند دوم،خواجہ مختار گنائی و خواجہ سعد اللہ گنائی مٹن معہ فرزندان،خواجہ سیف الدین گنائی سب انسپکٹر پولیس،خواجہ غلام احمد سنیٹری انسپکٹر،میاں بڈھا خان عرف بابا مشتاق،مولوی لدھا خان ڈار، منشی غلام محمد خادم، محمد الدین فوق،بابو رحیم بخش شیدا مرحوم انسپکٹر آف ورکس،ایم عبدالحمید اسسٹنٹ انجنیر ریلوے سیتاپور-یو-پی،فیروزالدین جنرل ہیڈ کوارٹرس ایڈ جوٹنٹ جنرل انڈیا برانچ،جمعدار خورشید احمد ملٹری ہیڈ کلرک،پنڈت روگناتھ مٹو ڈیولپمنٹ سکرٹری ہزہائنس گورنمنٹ جموں وکشمیر،پنڈت دیناناتھ کول کلم ذیلدار،خواجہ غلام نبی گلکار بی اے سرینگر،سلطان محمد متولی خان علاقہ دار کٹھائی بجہامہ کشمیر،خان عبد العزیز خان ولیعہد جاگیر،خان محمد مظفر علی خاں ایم اے-ایل-ایل۔بی منصف،سلطان حسن علی خان جاگیر دار بوئی تحصیل مانسہرہ،راجہ غلام محمد خان مرحوم علاقہ دار زچلڈارہ کشمیر،راجہ محمد عنایت اللہ خان علاقہ دار،خان محمد حبیب اللہ خان و محمد عطاء اللہ خان و محمد احسان اللہ خان برادرانِ راجہ صاحب زچلڈارہ کشمیر،راجہ شیر علی خان مرحوم علاقہ دار راجپور ہندواڑہ کشمیر،خان محمد سکندر خان بزمانہ ولیعہد راجپور،برادرش خان عبدالحمید خان،راجہ محمد سکندر خان علاقہ دار جاگیر دار راجپور ہندواڑہ کشمیر،خان زبردست خان برادر راجہ شیر علی خان مرحوم،خان امان اللہ خاں فرزند خانصاحب زبردست خاں،راجہ محمد فیروز الدین خان جاگیر دار یاری پورہ کولگام، محمد عبد اللہ خاں آڈیٹر کوآپریٹو سوسائیٹز، محمد یوسف طالبعلم فرزند محمد عبداللہ خاں آڈیٹر سکنہ یاری پورہ،چوہدری گیان چند سدابرتی جرنلسٹ وایڈیٹر صداقت وغیرہ ایک سو ایک شخصیات کے نام مصنف نے شامل کیے ہیں۔اس کے علاوہ اس میں مصنف نے مختلف مذہبی خاندانوں مثلاً سادات،مرزائیاں،سلہریا راجپوت اور پنڈتوں وغیرہ کے بارے میں وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے۔اس میں زیادہ تر مختلف خاندانوں کا شجرۂ نسب وغیرہ بیان کیا گیا ہے۔ محمد الدین فوق نے بلاشبہ تاریخ کشمیر کو جس عمیق نگاہی اور محنتِ شاقہ سے لکھا ہے اور جو تحقیق کے لیے ماخذات استعمال کیے ہیں،ان کی صحت پر کسی بھی قسم کا سوال نہیں اٹھایا جاسکتا۔مصنف نے عرق ریزی سے کام لیا ہے اور کشمیری اقوام کی وجہ تسمیہ،ان کا عروج وزوال سب کچھ انتہائی ایمان داری سے بیان کیا ہے۔"تاریخِ اقوامِ کشمیر" پڑھ کر یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ تاریخ ایسے ہی لکھی جانی چاہیے تھی۔مصنف نے اپنی بات بیان کرنے کے لیے سادہ زبان استعمال کی ہے۔جہاں کہیں مشکل یا دقیق الفاظ معلوم ہوتے ہیں وہاں ہو سکتا ہے اس زمانے میں ویسے ہی الفاظ رائج الوقت ہوں اور اب بدل گئے ہوں، جیسے مصنف نے ایک قوم کا نام "مٹو" لکھا ہے مگر اب یہ کشمیری قوم "منٹو" کے نام سے جانی جاتی ہے۔اب تک بہت سے الفاظ ارتقائی مراحل طے کر کے اپنی اصلی شکل میں آچکے ہیں۔ محمد الدین فوق کی تاریخ نگاری مستند ہے اور یہ جدید تاریخ نویسی میں سنگِ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔"تاریخ اقوامِ کشمیر" کا اسلوب کہیں کہیں بیانیہ انداز میں نظر آتا ہے اور کہیں اتنی روانی ہے کہ اس پر داستان کا گمان گزرتا ہے۔مصنف نے سوانح نگاری میں گویا کہ ایک نئی طرز پر تاریخ نویسی کر دی ہے۔انہوں نے مختلف ادوار، شخصیات اور واقعات کو اس کتاب میں یکجا کر دیا ہے۔اس سے کافی حد تک قاری کو تاریخی فہم ہو جاتا ہے اور یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ محمد الدین فوق کے زمانے میں حالات کیسے تھے؟ مصنف نے مختلف اقوام اور خاندانوں کا شجرۂ نسب بیان کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ان سے متعلق ہر چیز کی جزئیات نگاری کی ہے۔فوق نے جیسے تاریخی وسوانحی کتب رقم کی ہیں،ان کو ماخذات کے ساتھ بیان کرنا کافی مشکل کام تھا مگر مصنف نے بخوبی کتب لکھیں اور "تاریخِ اقوامِ کشمیر" و "تاریخِ بڈشاہی" جیسی کتب منظرِ عام پر لائیں،اس سے ان کی تحقیقی محنت کا اندازہ ہوتا ہے۔

حوالہ جات:

(1):Nisaar A Malik"Kashmir in Historical Perspective",Included"JPUHS"July to December 2016,Page

:(2) محمد اجمل خان نیازی:"محمد الدین فوق اور ان کی علمی وادبی خدمات"(پی۔ایچ۔ڈی اُردو) شعبۂ اُردو، یونیورسٹی اورینٹل کالج،لاہور،1986ء، ص217

:(3) ایضاً، ص225

:(4) سارہ بتول:"ریاست جموں وکشمیر کے خود نوِشتوں میں مقامی تہذیب وثقافت کی عکّاسی"مشمولہ "تحقیق وتنقید"(سماہی)،مولانا آزاد نیشنل یونیورسٹی،حیدرآباد، 11جون 2020ء، ص1

:(5) محمد اجمل خان نیازی، محمد الدین فوق اور ان کی علمی وادبی خدمات، ص237

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

:(6) محمد الدین فوق:"تواریخِ اقوامِ کشمیر" (جلد اوّل)، گلشن پبلشرز مدینہ چوک، سرینگر، جنوری1996ء، ص15

(7) ایضاً، ص64,65

:(8) کشمیری میگزین (ہفتہ وار) لاہور، اکتوبر1912ء، جلد نمبر6، ص14

Hwalajaat:

(1):Nisaar A Malik"Kashmir in Historical Perspective",Included"JPUHS"July to December 2016,Page 4
(2): Muhammad Ajmal Khan nyazi:"Muhammaddudin Fouq or un ki ilmi o adbi khidmaat"(PHD Urdu)Shoba e urdu, university Oriental college,Lahore,1986,safha:217
(3):Aezan,safha:225
(4):Sarah Batool,Ryasat Jammu Kashmir k khud nawishtun mn mqami tehzeeb o sqafat ki akasi,mashmula,tahqeeqo tanqeed (samahi),Molana Azad National University,Haidrabad,11 june 2020,safha:1
(5)Muhammad Ajmal khan niyazi,Muhamad Uddin Fouq or un ki ilmi o adbi khidmaat,safha 237
(6):Muhamad Uddin Fouq:Twareekhe Aqwam e Kashmir,(Jild awal),Gulshan publishers Madina Chock,Srinagr,January 1996,safha 15
(7):Aezan,safha 64,65
(8):Kashmiri Megazine(Hafta waar)Lahore,Octuber1912,jild no 6,safha 14